Journal of Islamic Civilization and Culture (JICC)

JOURNAL OF ISLAMIC CIVILIZATION ANDCULTURE(JICC)

Volume 4, Issue 2 (July-December, 2021)
ISSN (Print):2707-689X
ISSN (Online) 2707-6903
Issue: https://www.ahbabtrust.org/ojs/index.php/jicc/issue/view/11
URL: https://www.ahbabtrust.org/ojs/index.php/jicc/article/view/159
Article DOI: https://doi.org/10.46896/jicc.v4i02.159

Title Introduction of Baia' ta'ati and the role of social norms and it modern applicability

Author (s): Dr.Muhamma Zareef Khan, Dr.Muhammad Shuaib

Received on: 29 January, 2021
Accepted on: 26 November, 2021
Published on: 25 December, 2021

Citation: Dr.Muhamma Zareef Khan, Dr.Muhammad Shuaib,“ Introduction of Baia' ta'ati and the role of social norms and it modern applicability” JICC: 4 no, *2* (2021):19-26

Publisher: Al-Ahbab Turst Islamabad

Islamic Research Index
INTERNATIONAL Scientific Indexing
ALMANHAL
ASIAN Research Index
Crossref

Click here for more

بیع تعاطی کا تعارف اور اس کی جدید تطبیقات میں عرف کردار

Introduction of Baie' Tā'atī and the role of social norms and it modern applicability

محمد ظریف خان*

محمد شعیب خان**

ABSTRACT

Different types of transactions are used in our daily life. Some time things are bought on cash, and some time on credit(قرض), some times advance payment are made and also some one gives order to get something not yet made. Similarly partnership are made with others on equal shares and sometime on give money and the other man gives services. In this paper *Baie Moa'atāt* (بیع معاطاۃ) will be discussed.

It is a type of business in which a person takes a commodity of his need, makes payment without saying words of offer and accept (ایجاب اور قبول) which is must for transactions (بیع)to be fulfilled. Authenticity or lawfulness of *Baie Moa'atāt* will be discussed in the light of Quran, Sunnah and Consensus (اجماع).In this regard the views of different sects (مسالک) of fiqah will also be highlited.

Key Words: *Transactions, Credit, Bai Moa'tāt, Qurān, Sunnah, Consensus*

* پی ایچ۔ڈی علوم اسلامیہ، گومل یونیورسٹی ڈی آئی خان، سینئر سکول ٹیچر، گورنمنٹ ہائی سکول نمبر ۲ بنوں

** پی ایچ۔ڈی شریعہ، ڈیپارٹمنٹ آف شریعہ، فیکلٹی آف عربی وعلومِ اسلامیہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔ لیکچرر اسلامیات، گورنمنٹ ڈگری کالج نمبر ۲، بنوں

بیع تعاطی کا تعارف اور اس کی جدید تطبیقات میں عرف کردار

ہر ملک اور علاقے میں لوگ مختلف طریقوں سے لین دین کرتے ہیں، جن میں بعض کی شرعی حیثیت سے لوگ واقف ہوتے ہیں لیکن بعض بیوع کے جواز یا حرمت کے بارے میں لوگ نہ جاننے کے باوجود بھی عمل پیرا ہوتے ہیں ان میں سے ایک قسم کی بیع یہ بھی ہے کہ دکاندار کے پاس جاکر ایک چیز اُٹھالیتے ہیں (جس کی قیمت ہمیں پہلے سے معلوم ہوتی ہے) اور معلوم رقم دکاندار کو ادا کرکے چلے جاتے ہیں اور بیع کے ارکان میں سے کوئی بھی لفظ ادا کئے بغیر بیع مکمل کرلیتے ہیں۔ اس قسم کے بیع کو معاطاۃ یا تعاطی کہا جاتا ہے، درج ذیل سطور میں معاطاۃ کی لغوی و اصطلاحی تعریف، قرآن وسنت اور اجماع سے اس کی مشروعیت اور چاروں مسالک میں اس کی فقہی حیثیت بیان کی جائے گی۔

لغوی تحقیق: ۔ لفظ تعاطی کا ماخذ: ع۔ط۔ی۔ یعنی عطی ہے جو تعلیل کے بعد عطا بن گیا، جس کے معنی لینا، یا کسی کو دینا کے ہیں کسی چیز کے حصول کے لئے دوسروں پر غالب آنے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے "عطا فلاناً" فلاں نے چیز کے حصول میں سبقت حاصل کی۔ یہ لفظ باب افعال میں اعطیٰ آتا ہے جس کے معنی تابعداری کے ہیں ،کہا جاتا ہے کہ "اعطیٰ البعیر "یعنی اونٹ تابعدار ہو گیا۔ اسی سے لفظ معاطاۃ نکلا ہے جس کے معنی دینے کے ہیں ۔لفظ "العطاء" اور "العطیۃ" بخشش کو کہا جاتا ہے۔[i]

ان لغات کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ عطا (عطی) درج ذیل معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

(۱) کسی چیز کا لینا یا دینا۔

(۲) سبقت لے جانا یا غلبہ حال کرنا۔

(۳) تابعداری۔

بیع تعاطی کی اصطلاحی تعریف: ۔ جس طرح پہلے ذکر کیا جاچکا ہے کہ بیع میں قبول وایجاب یا تو الفاظ سے ہوتی ہے یا فعل سے۔ الفاظ سے تمام بیوع منعقد ہوتے ہیں جبکہ فعل سے صرف بیع تعاطی یا بیع معاطاۃ منعقد ہوتی ہے۔ بیع تاطی کی چند اصطلاحی تعریفات درج ذیل ہیں۔

"وَحَقِيقَةُ التَّعَاطِي وَضْعُ الثَّمَنِ وَأَخْذُ الْمُثْمَّنِ عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا مِنْ غَيْرِ لَفْظٍ وَهُوَ يُفِيدُ أَنَّهُ لَا بُدَّ مِنْ الْإِعْطَاءِ مِنْ الْجَانِبَيْ.[ii]

ترجمہ: بیع تعاطی کی حقیقت یہ ہے کہ دونوں (بائع اور مشتری) کی باہمی رضا سے بغیر کسی لفظ کے کہے ثمن کو رکھ دیا جائے اور مبیع کو لے لیا جائے، اور یہ دونوں جانب سے عطاء کا فائدہ دیتی ہے۔

"الْمُعَاطَاةُ، مِثْلُ أَنْ يَقُولَ: أَعْطِنِي بِهَذَا الدِّينَارِ خُبْزًا. فَيُعْطِيهِ مَا يُرْضِيهِ، أَوْ يَقُولَ: خُذْ هَذَا الثَّوْبَ بِدِينَارٍ. فَيَأْخُذُهُ، فَهَذَا بَيْعٌ صَحِيحٌ.[iii]

ترجمہ: بیع معاطاۃ مثلاً کوئی یہ کہے کہ مجھے اس دینار کے بدلے روٹی دیں اور وہ مرضی سے اسے سے یا کہے کہ یہ کپڑا ایک دینار کے بدلے لے لو اور وہ لے لے، پس یہ بیع صحیح ہے۔

امام شافعیؒ کے نزدیک بیع معاطاۃ جائز نہیں بلکہ بیع کے لئے ایجاب اور قبول ضروری ہے، اس بارے میں ابن قدامہ نے لکھا ہے، "وَمَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ، - رَحِمَهُ اللَّهُ -، أَنَّ الْبَيْعَ لَا يَصِحُّ إلَّا بِالْإِيجَابِ، وَالْقَبُولِ.[iv]

یعنی بیع ایجاب اور قبول کے ذریعے ہی صحیح ہوتی ہے۔

مالکیہ کے ہاں بھی بیع معاطاہ کا جواز ثابت ہے جیسے مواہب الجلیل میں لکھا ہے،" إنَّمَا هُوَ أَخْذُ مَا فِي يَدِ غَيْرِكَ بِدَفْعِ عِوَضٍ عَنْ طِيبِ نَفْسٍ مِنْكُمَا فَتَكْفِي دَلَالَةُ الْعُرْفِ فِي ذَلِكَ عَلَى طِيبِ النَّفْسِ وَالرِّضَا بِقَوْلٍ أَوْ فِعْلٍ، وَإِنْ كَانَ ذَلِكَ الْفِعْلُ مُعَاطَاة وَعُلِمَ مِنْ هَذَا أَنَّ بَيْعَ الْمُعَاطَاةِ الْمَحْضَةِ الْعَارِي عَنْ الْقَوْلِ مِنْ الْجَانِبَيْنِ لَا بُدَّ فِيهِ مِنْ حُضُورِ الثَّمَنِ وَالْمُثَمَّنِ"[v]

ترجمہ: یہ دوسرے کی چیز کو کسی عوض کے بدلے باہم رضامندی سے لے لے تو یہ عرف میں طیب نفس اور رضا پر قول سے یا فعل کے ذریعے دلالت کرتی ہے، اگر یہ تبادلہ فعل کے ذریعے ہو تو یہ معاطاۃ ہے اور اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے یہ بیع معاطاۃ جو دونوں جانب (بائع اور مشتری) سے قول یعنی زبانی کہنے سے خالی ہو کے لئے چیز اور رقم کا حاضر ہونا ضروری ہے۔

شرائط معاطاۃ: بیع معاطاۃ یا تعاطی میں ایجاب قبول نہیں ہوتی بلکہ لینے والے (بائع) کا لینے اور پیسے حوالہ کرنے سے ہی بیع ہو جاتی ہے، اور عاقدین میں سے کوئی بھی کچھ کہے بغیر اپنی چیز وصول کرتا ہے تو یہ بیع کس طرح لازم اور مکمل ہو گی اس کے دو شرائط ہیں؛

(1) بیع تعاطی میں جب مبیع اور ثمن پر قبضہ ہو جائے تو بیع لازم ہو جاتی ہے۔

(۲) بیع تعاطی میں اشیاء کیلیہ یا وزنیہ میں بھی تصرف کے لئے اعادہ کیل یا وزن شرط نہیں۔[vi]

علامہ ابن عابدین نے لکھا ہے کہ معاطاۃ میں دونوں عاقدین کی رضا اور ایک قیمت پر متفق ہونا بھی ضروری ہے، چونکہ اس بیع میں قیمت معلوم ہوتی ہے اس علم کے باوجود بیع کرنا عاقدین کے متفق ہونے کی دلیل ہے، پھر مشتری چیز لے کر ثمن ادا کرے یا نہ کرے یعنی دین یا قرض کے طور پر لے، بیع لازم ہو جاتی ہے اب اگر دونوں میں کوئی ایک اس کو لوٹائے تو قاضی اسے بیع ختم نہ کرنے پر مجبور کرے گا۔[vii]

بیع تعاطی کی مشروعیت (ادلۃ اربعۃ سے):

قرآن سے بیع معاطاۃ کی مشروعیت:۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔"يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُم"(النساء:۲۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! مت کھاؤ تم آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق (اور ناجائز) طریقوں سے، مگر یہ کہ کوئی لین دین ہو کوئی باہمی رضامندی سے۔

طنطاوی لکھتے ہیں کہ "والتراضي: هو الرضا من الجانبين بما يدل عليه من لفظ أو عرف، وهو أساس العقود. (viii)

یعنی تراضی اور وہ جانبین کی رضا ہے جو الفاظ اور عرف پر دلالت کرتی ہے اور وہ عقود کی بنیاد ہے۔

اس کے بعد لکھتے ہیں کہ حقیقی رضا تو اللہ کو ہی معلوم ہے اور یہاں رضامندی کی نشانی مراد ہے کہ کوئی ایسی نشانی ہو جس سے معلوم ہو سکے کہ اس پر دونوں عاقدین راضی ہیں جیسے ایجاب اور قبول اور جیسے بیع تعاطی۔

ابن کثیر لکھتے ہیں" ومن هذه الآية الكريمة احتج الشافعي... فَصَحَّحُوا بَيْعَ الْمُعَاطَاةِ مُطْلَقًا. (ix)

اس آیت کریمہ میں امام شافعیؒ پر حجت ہے جو یہ کہتے ہیں کہ بیع قبول کے بغیر صحیح نہیں ہوتی، وہ نص کے ذریعے رضا پر دلالت واقع قرار دیتے ہیں بر خلاف معاطاۃ کے کہ وہ رضا پر دلالت نہیں کرتی۔ اس بارے میں جمہور آپ کی مخالفت کرتے ہیں۔ (امام مالکؒ، امام ابو حنیفہؒ اور امام احمدؒ) ان سے روایت ہے کہ جس طرح اقوال رضا پر دلالت کرتے ہیں، اسی طرح افعال بھی بعض محال میں رضا پر قطعی دلالت کرتے ہیں، پس بیع معاطاۃ مطلقا جائز ہے۔

سنت سے بیع معاطاۃ کی مشروعیت:-عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " كَانَ إِذَا أُتِيَ بِطَعَامٍ، سَأَلَ عَنْهُ، فَإِنْ قِيلَ: هَدِيَّةٌ، أَكَلَ مِنْهَا، وَإِنْ قِيلَ: صَدَقَةٌ، لَمْ يَأْكُلْ مِنْهَا. (x)

ترجمہ: ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس جب کھانا لایا جاتا تو ان سے پوچھتے، پس اگر وہ کہتا کہ ہدیہ ہے تو اس میں سے کھالیتے ور اگر کہا جاتا کہ صدقہ ہے تو اس میں سے نہ کھاتے۔

امام بخاری نے بھی اس بارے میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُتِيَ بِطَعَامٍ سَأَلَ عَنْهُ: «أَهَدِيَّةٌ أَمْ صَدَقَةٌ؟»، فَإِنْ قِيلَ صَدَقَةٌ، قَالَ لِأَصْحَابِهِ: «كُلُوا»، وَلَمْ يَأْكُلْ، وَإِنْ قِيلَ هَدِيَّةٌ، ضَرَبَ بِيَدِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَكَلَ مَعَهُمْ. (xi)

ترجمہ:- ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کے سامنے جب کھانا لایا جاتا تو پوچھتے کہ ہدیہ ہے یا صدقہ؟ اگر کہا جاتا کہ صدقہ ہے تو صحابہؓ سے فرماتے کہ کھاو) اور خود نہ کھاتے اور اگر کہا جاتا کہ ہدیہ ہے تو ہاتھ میں لے کر صحابہ کے ساتھ تناول فرماتے۔

ان احادیث کو ابن قدامہ نے بیع معاطاۃ کے لئے حجت بنایا ہے کہ کھانے کے بارے میں آپ صرف یہ معلوم کرنے کے لئے سوال کیا کہ کیا یہ صدقہ ہے یا ھدیہ ہے؟ صدقہ کی صورت میں آپ ﷺ صحابہؓ کو کھانے کے لئے فرماتے اور ہدیہ کی صورت میں آپ ﷺ اس کو کھالیتے اور ایجاب و قبول کے الفاظ اکثر استعمال نہ فرماتے، بلکہ

"معاطاۃ" کے طور پر وہ معاملہ مکمل فرماتے۔ لہذا فریقین کے درمیان رضامندی کے ساتھ جدائی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ معاملہ درست ہو گیا۔(xii)

اجماع سے بیع معاطاۃ کی حجیت:۔

ابن قدامہ لکھتے ہیں، "وَلَنَا، أَنَّ اللَّهَ أَحَلَّ الْبَيْعَ، ...فَلَا يَجُوزُ تَغْيِيرُهُ بِالرَّأْيِ وَالتَّحَكُّمِ.(xiii)

ترجمہ: اور ہماری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا ہے اور اس کی کیفیت کو بیان نہیں کیا ہے تو اس بارے میں عرف کی رجوع ضروری ہے، جس طرح قبضہ اور جدا ہونے میں عرف کی رجوع کیا جاتا ہے۔ اور مسلمان بازاروں میں اس قسم کی بیع کرتے ہیں اور یہ بیع (تعاطی) ان میں موجود ہے اور ان کے نزدیک معلوم ہے، اور شرع کے احکام اس کے ساتھ متعلق ہیں اور اس کو اسی حالت میں باقی رکھا گیا ہے تو اس میں اپنی رائے اور حکم سے تغییر جائز نہیں۔۔۔ آگے لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ اور صحابہؓ میں سے کسی سے بھی اس بیع کے ناجائز ہونے کے بارے میں کوئی قول منقول نہیں، حالانکہ وہ اس وقت کثرت سے بیع معاطاۃ کرتے تھے لیکن اس کے انکار کرنے والوں میں سے کسی نے اس کے خلاف میں قول نقل نہیں کیا ہے۔ پس یہ اس پر اجماع ہوا۔

قیاس سے بیع معاطاۃ کی مشروعیت: بیع کی تعریف میں جن چیزوں کا ذکر کیا جاتا ہے کہ بیع چیز کے بدلے میں چیز کا عاقدین کے رضا سے تبادلہ کو کہا جاتا ہے، اور بیع معاطاۃ میں بھی بائع مبیعہ اور مشتری رقم دیتا ہے اور ہر ایک تبادلے میں ملنے والی چیز لیتا ہے تو یہ ان کی رضا ہے۔ رہی بات ایجاب اور قبول کی تو اس کی دو قسمیں ہیں ایک بالقول یعنی زبانی کہنا اور دوسرے بالفعل لہذا اس بیع میں ایجاب اور قبول بالفعل ہوتی ہے، اور جس طرح زبانی ایجاب اور قبول سے بیع جائز ہوتی ہے اسی طرح بالفعل سے بھی بیع کا انعقاد صحیح ہوتا ہے، ایسا کرنے سے چونکہ شریعت میں کوئی کمی بیشی بھی نہیں ہوتی، لہذا قیاس کی رو سے یہ جائز ہے۔

اس بات کا لحاظ ضروری ہے کہ بیع تعاطی سے اس وقت کام لینا چاہیئے جہاں کام لینے میں کوئی شرعی قباحت لازم نہ آئے، اور اگر کسی معاملے میں تعاطی سے کام لیتے وقت کوئی قباحت لازم آئے یا او کی وجہ سے جائز معاملہ کا کسی ناجائز معاملہ سے شک وشبہ لازم آئے تو اس وقت بیع تعاطی سے کام نہ لینا چاہیئے۔

بیع تعاطی کی مروجہ صورتیں اور اس میں عرف کا کردار:

ہمارے معاشرے میں اس قسم کی بیع کثرت سے ہوتی ہیں لیکن لوگ ان کی حقیقت اور نام سے واقف نہیں ہیں لیکن عرف میں ایسی بیوع پر لوگ عمل کرتے ہیں۔ معاشرے میں موجود اس قسم کے چند بیوع درج ذیل ہیں،

(۱) جنرل سٹورز خصوصاً بڑے شہروں میں ٹک شاپس پر لوگ عام استعمال کی چیزیں جیسے نمک کے پیکٹ، ماچس کی ڈبیاں، صابن، شیمپو، بلب، ٹیوب لائٹ وغیرہ میں لوگ قیمت متعارف ہونے کی وجہ سے ایجاب وقبول کی بجائے متعارف قیمت دے کر چیز لے لیتے ہیں۔

(۲) سامان تفریح جیسے کولڈ ڈرنکس، جوس، قلفی، آئس کریم کے کپ وغیرہ کی قیمتیں معلوم ہونے کی بناء پر متعارف قیمت دکاندار کے حوالہ کر کے مطلوبہ چیز اُٹھا لیتے ہیں۔ اس میں ہر دفعہ نہ تو قیمت پوچھی جاتی ہے اور نہ ہی بتانا پڑتی ہے، اور معاشرے میں معروف ایسے سودے ایجاب وقبول کے بغیر ہوتی رہتی ہیں۔

(۳) دودھ اور بسکٹ کے پیکٹ یا ڈبے لیتے وقت رقم دے کر پیکٹ لے لیتے ہیں اور یہ سودا کرتے وقت نہ تو قیمت پوچھی جاتی ہے (کیونکہ قیمت متعارف ہوتی ہے) اور نہ ہی ایجاب وقبول ہوتی ہے۔

(۴) پٹرول پمپس سے پٹرول یا ڈیزل گاڑی میں ڈالواتے وقت پٹرول یا ڈیزل کی مقدار بتا کر رقم ادا کی جاتی ہے، اس دوران نہ تو قیمت پوچھی جاتی ہے اور نہ ہی ایجاب وقبول ہوتی ہے۔ آج کل عموماً لوگ پمپ میں موجود سیلز مین کو رقم دے کر پٹرول ڈالنے کو کہتے ہیں اور سیلز مین رقم کے بقدر پٹرول ڈال دیتے ہیں، نہ نرخ کا پوچھا جاتا ہے اور نہ پٹرول کی مقدار ہر کوئی چیک کرتا ہے۔ البتہ نرخ میں تبدیلی کی صورت میں لوگ قیمت کا پوچھتے ہیں۔

(۵) میڈیکل سٹورز سے لوگ دوائی خریدتے وقت دوائی کا نام بتا دیتے ہیں اور اس پر لکھی قیمت دکاندار کو ادا کر کے دوائی اٹھا لیتے ہیں اور زبانی ایجاب وقبول کو نظر انداز کرتے ہیں۔ لوگوں میں ایک معروف طریقہ یہ بھی ہے کہ ڈاکٹر کا لکھا ہوا نسخہ دکاندار کو دیتے ہیں جو دوائی حوالے کر کے مجموعی قیمت بتا کر وصول کر لیتے ہیں، نہ گاہک ہر دوائی کی قیمت پوچھتا ہے اور نہ ہی دکاندار بتانا مناسب سمجھتا ہے۔

(۶) آج کل کپڑوں کے جوڑے، سوٹ، شرٹس، پتلون اور ٹائی وغیرہ کی قیمتیں ان کی کوالٹی (معیار) کے لحاظ سے متعین ہوتی ہیں، لہٰذا گاہک صرف اپنی پسند کو جوڑا وغیرہ لے کر اس کی مطلوبہ قیمت ادا کر دیتا ہے اور قیمت پوچھنے یا بتانے اور ایجاب وقبول کے بغیر چل پڑتا ہے۔

(۷) آج کل بینکوں میں یہ معاملہ جاری ہے کہ جب کسی آدمی کو کسی چیز کی ضرورت پیش آ جائے تو وہ بینک کے پاس چلا جاتا ہے اور سرمایہ کا مطالبہ کرتا ہے۔ بینک اس کو سود پر رقم دینے کی بجائے بازار سے وہ چیز خرید لیتا ہے اور پھر اس آدمی کو وہ چیز نفع پر فروخت کرتا ہے جسے مرابحہ مؤجلہ کہا جاتا ہے، لیکن عملاً ایسا ہوتا نہیں بلکہ بینک آدمی کو اپنا وکیل بناتا ہے اور اسے مطلوبہ چیز خریدنے کا کہتا ہے، جب وہ مطلوبہ چیز بینک کے وکیل کی حیثیت سے خرید لیتا ہے تو اس کے بعد نفع پر وہ چیز بینک سے خرید لیتا ہے، اس سلسلے میں ضروری یہ ہے کہ اس آدمی کو چاہیئے کہ وہ بینک کا وکیل بن کر مطلوبہ چیز خریدنے کے بعد بینک کے حوالہ کرے اور پھر ان اشیاء کو بینک سے اپنے لئے خرید کر قبضہ کر لے اس

دوسری بیع میں ایجاب و قبول کے بغیر پہلے سے طے شدہ قیمت پر سودا ہو جاتا ہے۔ اس طرح کا لین دین تو صحیح ہے لیکن عموماً بینک گاہک کو وکیل بنا کر چیز بازار سے خرید لیتا ہے لیکن اس پر قبضہ کئے بغیر ہی گاہک کو نفع پر دے دیتا ہے جو صحیح نہیں کیونکہ حدیث میں اس چیز کی بیع سے منع فرمایا گیا ہے جو قبضہ میں نہ آئی ہو۔

اسی طرح آج کل کے اکثر سودے اسی طرح ہوتے ہیں کہ صرف قیمت پوچھی جاتی ہے، پھر ایجاب و قبول کے بغیر کی رقم ادا کر کے مطلوبہ چیز لے کر بیع مکمل کی جاتی ہے۔ البتہ قیمت میں اگر کوئی کمی و بیشی کرنا چاہتا ہے تو وہ بیچنے والے سے قیمت کا کہہ دیتا ہے کہ اس قیمت پر فلاں چیز خریدوں گا، اگر بائع راضی ہوا تو کہتا ہے کہ ٹھیک ہے، اس طرح ایجاب و قبول کے ذریعے بیع ہو جاتی ہے لیکن اب اس قسم کی بیع بہت کم ہوتی ہے، دکاندار اپنی بکری بڑھانے کے لئے اور گاہک وقت بچانے اور قیمت کے بارے میں بحث سے بچنے کے لئے مطلوبہ قیمت کی ایک لسٹ بنا کر آویزاں کرتا ہے جہاں سے گاہک دکان میں داخل ہوتے وقت قیمتیں دیکھ لیتا ہے پھر اسی کے مطابق ادائیگی کر کے چیز اُٹھا لیتا ہے۔ اب اگر ہر بیع میں ایجاب و قبول کو لازمی قرار دیا جائے تو لوگوں کو حرج اور تکلیف کا سامنا ہو گا۔

اس ساری بحث کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بیع تعاطی جس پر ہم بغیر شرعی حیثیت جانے کے عمل پیرا ہیں، شرعاً درست ہے اور صحابہ کے دور سے لیکر آج تک اس پر عمل ہوتا آرہا ہے لیکن نہ کسی صحابی نے اور نہ ہی کسی غیر صحابی نے اس پر نکیر کی ہے اور لوگ اس پر عمل پیرا بھی ہیں، بعض اوقات زبانی ایجاب و قبول کو ضروری قرار دینے سے لوگوں کو مشکل پیش آتی ہے جیسے سفر میں لوگ مطلوبہ جگہ پر پہنچنے کے لئے جلدی میں ہوتے ہیں اور دکاندار پر بھیڑ (رش) ہوتی ہے جس کی وجہ سے مسافر کو انتظار کرنا پڑے گا اس لئے یہ انتظار اس پر بوجھ ہو گا، لہٰذا شرعی طور پر اس میں قباحت نہ ہونے اور لوگوں سے ضرر دفع کرنے کے واسطے یہ جائز قرار دی گئی ہے۔

مراجع ومصادر

(i) ابن سرور، محمد اویس وعبد النصیر علوی وغیرہ، المعجم الوسیط (عربی اردو)، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، سطن، ص ۷۲۳۔

Abn Sarwar Mohammad Owais and abd al-Naṣeer alawi, ***Al-Moajam al-Wasīth*** *(Urdu),* Maktabah Rahmāni'ah, Lahore, p: 723.

(ii) ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم بن محمد (م ۹۷۰ھ)، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، دار الکتاب الاسلامی، سطن، ۵: ۲۹۱۔

Abn Nujaym, Zain al-Dīn abn Ibrāhiīm abn Mohammad, ***Al-Bahr al-Ra'eque,*** Dar'l-Kitāb al-Islamī, PP: 5: 291.

(iii) ابن قدامہ، المغنی، المکتبۃ القاہرہ، ۱۳۸۸ھ، ۳: ۳۸۱۔

Abn Qudāmah, ***Al-Mughnī,*** al-Maktabah al-Qahirah, pp: 3: 321.

(iv) ایضًا۔

Ibid

(V) شمس الدین، ابوعبداللہ محمد بن محمد بن عبدالرحمن المالکی (م:954ھ)، مواھب الجلیل فی شرح مختصر خلیل، دار الفکر، 1412ھ، 4:229۔

Shams al-Dīn, Abū abd-Allah Mohammad abn Mohammad abn abd-Rahmān al-Malikī, ***Mawahib'l-Jalīl,*** Dar'l-Fikr, pp: 4:229.

(vi) الحصکفی، در المختار ۳: ۱۶۴، ۱۶۳۔

Al-Khaṣkafī, Dur al-Mukhtār, pp: 3:163,164.

(vii) ابن نجیم، البحر الرائق، ۵: ۲۹۲۔

Abn Nujaym, ***Al-Bahr al-Ra'eque,*** PP: 5: 292.

(viii) محمد سید طنطاوی، التفسیر الوسیط للقرآن الکریم، دار نھضۃ، مصر، القاہرہ، ۱۹۹۷ء۔ ۳: ۱۲۶۔

Mohammad Sayyed ṭanṭāwi, ***Al-Tafsīr al-Wasīṭ li'l-Qur'ān al-karīm,*** Dar al-Nahḍah, Egypt, pp: 3:126.

(ix) ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، دار طیبۃ للنشر والتوزیع، ۱۴۲۰ھ، ۱: ۳۷۸۔

Abn Kathir, ***Tafsīr'l Qur'ān al-Aẓīm,*** Dar ṭayyeba, li'nashr wa al-tawzī', pp: 1:378.

(x) صحیح مسلم، ۲: ۷۵۶، حدیث نمبر ۱۰۷۷۔

Ṣahīh Muslim, pp: 2:756, Hadith: 1077.

(xi) صحیح البخاری، ۳: ۱۵۵، حدیث نمبر ۲۵۷۶۔

Ṣahīh al-Bukhāri, pp: 3: 155, Hadith: 2576.

(xii) ابن قدامہ، المغنی، ۳: ۳۸۲۔

Abn Qudāmah, ***Al-Mughnī,*** pp: 3: 382.

(xiii) حوالہ بالا، ۳: ۳۴۲: ۳۸۱۔

Ibid, pp: 3: 342.